گلدستہ محسن کاکوروی

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

لاہور

گلدستۂ محسن کاکوروی

از تصانیف

جناب مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

۱۹۳۱ء

قیمت

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراپائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

للہ الحمد شب غم نے اٹھایا بستر
مرحبا طالع بیدار مبارک ہو سحر
مژدہ اے دل کہ ہوا نور خدا پیش نظر
بارک اللہ جمعیت کا ہے رنگ دگر
گر نہ ہو پاس ادب تجھ کو کچھ دعویٰ ہے
سجدے کرتے ہیں ملائک مرا وہ رتبہ ہے

لامکاں تک لئے جاتی ہے مجھے طبع رسا
ہو رہا ہے صف ارواح میں میرا چرچا
لڑ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایہ
خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا
بزم قدسی کا بلایا ہوا مہماں ہوں میں
ملک آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں وہ انساں ہوں میں

آج کس دھوم سے خدام سخن آتے ہیں
مسندیں فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں
تنگی بزم جہاں دیکھ کے گھبراتے ہیں
گاؤ تکیہ کرہ ارض کا اٹھواتے ہیں
جشن کا روز ہے معنی کے شہ اقدس کا
اور اونچا کرو خیمہ فلک اطلس کا

ہم دکھاتے ہیں طبیعت سے تماشے کتنے
عالم نور میں چھوڑ آئے ہیں شوشے کتنے
حل کئے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے
عقد پروین سے لکھے ہم نے معمے کتنے
سادہ کاغذ ورق مہر درخشاں ہے آج
دست پر نور عطارد میں قلمداں ہے آج

یوں خراماں و بشوخی قلم رعنا ہے
موج ہے جس پہ تخیل غرق دریا ہے
بال پرواز پڑے ہاں چٹکیوں پہ اڑتا ہے
آہوئے شوخ ہے کیا کبک خراماں کیا ہے
کوئی شاخ آہو کی جلوہ گری میں تو نہیں
کوئی سرخاب کا پر کھٹک رہی ہیں تو نہیں

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہے — غنچہ کو دیکھئے تو صبح کا بھرتا دم ہے
برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے — سرو رعنا نہیں آئینہ قد آدم ہے
ہر شجر شمع تجلی ہے لگن تھالے ہیں — نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں
سطر سنبل گل تر حرف ہے غنچہ نقطہ — کاغذ مشق ہے یک سیر چمن کا تختہ
طوطی بولا مرے خامہ کا میان شعرا — کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا
جس کو گلدستۂ باغ ابدیت کہئے — خندۂ صبح بہارا حدیت کہئے
گیسوئے حور قلم ہو کے بنے خامہ مو — کہ ہوں آراستہ تصویر سخن کے گیسو
کہو رضواں سے کہ لائے مجھے شاخ شبو — کہ شب قدر میں ہو نکہت مشکیں ہر سو
منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہے — مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے
روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بے دود — جس کی ترکیب کو جبریل امیں ہیں موجود
گو نہ ہو شہر دو طوبیٰ کا بقدر مقصود — پانی لیں چشمۂ کوثر سے گر لکھے درود
صفوت دیدۂ حوری ہو پر انوار کھرل — شمع سے طور تجلی کے اڑائیں کاجل
رنگ شنجرف کا بھی آپ کوئی ساماں کیجے — لالہ زار ارم [illegible] گلستاں کیجے
خضر کو سالک آب رخ مرجاں کیجے — لعل کے واسطے تسخیر بدخشاں کیجے
وقت ہے یہ بھی انجمن گردوں کا — کہ شفق پہ بھی ارادہ ہے مرا [illegible] کا
اور کاغذ کا تو ہم نے عجب انداز کیا — پردۂ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر کہ سے جلوہ گہ ناز کیا — چوم لوں ہاتھ میں اپنے عجب اعجاز کیا
شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھینچا نقشا ہے — خاک انگارہ [illegible]
کیوں نہ سو جاں سے ہو گلزار بہار معنی — محو رنگینی تصویر سراپائے نبی

یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سُنی ایسی کبھی
تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھنچی

ناز سے خامۂ قدرت نے کما وا دیے ہیں
اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے ہیں

کیسی تصویر کہ ہے صبح بہار امکاں
کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پرداز جہاں

کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشاں
کیسی تصویر کہ ہے کلک مصور نازاں

کیسی تصویر کہ سب صلِّ علیٰ کہتے ہیں
کیسی تصویر کہ سب جلّ و علا کہتے ہیں

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاشِ ازل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں ہے تو افضل

تیری صورت سے کھلے معنئ قیل و دال
آئینا شرح مفصل ہیں تو متن مجمل

لو ہے مہ و خورشید ترے سامنے انجم ہیں ہی
تجھ پہ تشبیہ تصور میں تو سب ہیں قطبی

تو ہے داؤدؑ لحن تو ہے سلیماںؑ خاتم
فکر یحییٰؑ ہے تو ذکر زکریاؑ ہر دم

خلعت خاص خلیلؑ و برکات آدمؑ
شکر یعقوبؑ و صبر دل ایوبؑ بہم

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریلؑ کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل
آدمؑ و نوحؑ کے بخشے تجھے اوصاف جمیل

خضرؑ و الیاسؑ کا رُتبہ شرف اسمٰعیلؑ
اور سوا اس کے بھی اے سرو قد باغ خلیلؑ

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دیں پکارا کہ مرے گھر میں اُجالا کر دے
طالع خفتہ کو ہم چشم زلیخا کر دے

مثل مُردہ کے پڑا ہوں مجھے زندہ کر دے
دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کنویں جھانکا کروں کنعاں کے تو سودا ہے مجھے
طور پر جاؤں تو ناحق کا بھٹکنا ہے مجھے

خبط ہے گر سر اعجاز مسیحا ہے مجھے
سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر میں کمی کیا ہے مجھے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
واہ تصویر ہے بس حق کی قسم یہ تصویر ہے دل و جانِ رسل فخرِ امم یہ تصویر
بسکہ آئینۂ وحدت میں ہے ضم یہ تصویر عالمِ نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر
سایۂ زیبا نہیں کوئی آپکے قامت کیلئے روشنائی تھی نہیں نورِ نبوت کیلئے
چشمِ محبوبِ خدا نور کا اک پتلا ہے سایۂ حق وہ سرِ شہرِ لطافت ہے
اسکے قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہے سچ ہے محبوب جو لاثانی ہے وہ یکتا ہے
لاکھ عاشق ہوں مگر مثلِ محبوب نہیں ظلِ حق ہو تو ہو پر ظل بھی خوب نہیں
قد کے اوصاف لکھو یا دہن کو لو سخن را سجدہ سہو نہیں ایسی عبادت میں روا
آپ آئینہ با اُلفت و تصویر کے ذرا اُن کی وہ ہیئت کہ وہ ہیئت صادق سے سوا
اٹھ کے قدسی ہوئے تعظیم [illegible] یہی تکبیر میں عشاق کی قد قامت ہے
عرش پیکر سی کچھ ہے سروِ قد زیبا اب یہاں آ کے یہ مضمون ہے کہ وحی پوچھے
اے فلک فکر یا اندازۂ ہمت ہے بجا تو و طوبیٰ و حسن و قامتِ محبوبِ خدا
قد ہے سایہ سری چشمِ تمنا میں رہے سایۂ طوبیٰ کا تو عالمِ بالا میں ہے
راستی جوہرِ آئینۂ ایماں ہے والا کہہ دے ایمان سے کہ وہ قد ہے الفِ ایماں کا
دیکھے دونوں الف اس کے تو کھلا یہ نکتہ ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا
سرمانِ حدیث و قدیم اول کو عبور دوسرا وادیِ ایمن میں ہے شمعِ سرِ طور
سرِ اقدس ہے حبابِ لبِ دریائے قدم دُرّۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم
میمِ احمد کا ہے امانِ احد سے منضم یوں حدوث اور قدم آ کے ہوئے ہیں باہم
قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

لئے امت کے گناہ آپ نے اپنے سر پر
بخشش حق ہو نہ ہم پہ متوجہ کیونکر

دن گنے جاتے ہیں کب روز شمار آئے نظر
زلف مشکیں کو دکھا کر جو کہیں پیغمبر

ہاں چلو حشر کے بازار کا سودا دیکھو
نقد سرمایۂ امت کا سیاہ دیکھو

سایہ ہے فرق ہمایوں پہ جناب حق کا
پر و بال افسر شہ پر نہیں کھولے ہے ہما

عالم غیب کا سردار ہوا جلوہ نما
نہیں سرکار پہ سلطان جہاں کی جا نشا

کس قدر کاکل پر پیچ و خم سرور ہے
نہ ختن ہے نہ خطا ہے [illegible]

خوشنویس ازلی کا ہے وہ پر زور قلم
کہ ہر اک حرف ہے آئین کا سند محکم

اہل ایماں کے لئے موئے سر شاہ امم
خط گلزار ہیں سہرہ خط گلزار ارم

کوچۂ خلد نظر آنے لگا دنیا میں
خوب فردوس دکھایا ہے [illegible]

رخ پر نور کا ہے کاکل شبگوں سے ظہور
دیکھ لو دامن موسیٰ کے تلے شعلۂ طور

سلسلے میں ہے عیاں جلوۂ ماہ پر نور
ابر رحمت میں ہے خورشید قیامت مستور

شب معراج میں ہے شمع تجلی روشن
لیلۃ القدر میں ہے نور الٰہی روشن

وصف پیشانی میں ہوتا ہے قلم سر بسجود
لوح بسم اللہ [illegible]

مصحف گل ہے رخ [illegible]
سورۂ [illegible]

گلشن عالم [illegible] رخ زیبا ہے
آئینہ [illegible]

ہیں دو ابرو [illegible]
طاق [illegible]

لقب ابرو کا دکھا [illegible] جو علمدار لکھو
[illegible]

خواب میں [illegible]
[illegible]

دیکھو تم پہلو سے پیشانی انور ابرو
ہیں اسی آئینہ صاف کے جوہر ابرو

آبروئے دمِ خنجر ہیں مقرر ابرو
موج دریائے شجاعت ہیں سراسر ابرو

مہِ کامل ہیں مہِ نو کی یہ تصویریں ہیں
یا کھنچیں معرکۂ بدر میں شمشیریں ہیں

ایک رگ مخفی ہے مابین دو ابروئے سیاہ
کہ نظر آتی ہے وقتِ غضب شاہنشاہ

طرفہ تشبیہ پہ پہنچی ہے سخنداں کی نگاہ
الف اسم چھپائے ہوئے ہے بسم اللہ

لفظ و معنی ہیں عجب ابروئے بیباک ہوئے
الف طاق چھپایا تو عدد طاق ہوئے

رگ جو کاٹا ہے تو شاہیں ترازو ابرو
مردمک سنگ ہے اور پلہ ہے چشم دیکھو

آنکھ پر چاہئے اگر جانب آمنت سر ہو
صاف رکھی ہے یہ میزان قیامت یکسو

آپ پلہ پہ چاہے ہوں تو کیا کھٹکا
مردم چشم کہیں ہم نے اسے تولا ہے

طرفہ مضمون ہے مجھے پیش نظر ہو آگاہ
منظر چشم نبی پر بھی ذرا کیجے نگاہ

ایسی نرگس کہیں دیکھی ہے نہ بادام سیاہ
چشم بددور عجب آنکھ ہے ماشاء اللہ

لاکھ اگر اچھی سلے پھی کوئی تشبیہ کہے
جتنی کہیں مارے سخن گو نظر فیہ کہے

اک نیا نسخہ نکالوں دل پر جوہر سے
صفحہ پر سیم کی لکھیں جیسے آب زر سے

پلکیں اکسیر کی بوٹی ہیں سُنا اکثر سے
لو تر چشم ہے آنچ رخ انور سے

صدقے اے دولت بیدار نہ سونے کے
ڈھیلے آنکھ [illegible]

گوشہ پہ نور ہے زلف شب آسا مستور
کہیں دیکھے ہیں کسی نے بھی تو صحرا کافور

رنگ کا اس کے جو بیاض ہے چمن ہیں کافور
کہیں گل ہے کہیں [illegible]

کوئی تشبیہ سے گر دامن دریا تر ہو
یوں بیاض [illegible] کہیں آپ چل [illegible]

صاف ابرو گوشہ قطب اگرچہ یہ تشبیہ ہے تیز
چشم کا یہ ہے اشارہ کہ کرو اس سے گریز

ہے تہ کعبۂ ابرو کی بڑی طرح دم خیز
رخ سلمے میدان ہیں ہر اک ذرہ ہے شمس تبریز

گوشِ بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہیں قطبِ صاحبِ انفاس یہاں رہتے ہیں
بینیِ اقدس شاہنشہِ عالی منظر آب آئینۂ رخسار کی موجِ انور
خوبروئی کا بلندی پہ ہمایوں اختر یوسفِ حسن کا معراج ہے یا پیشِ نظر
صفحۂ خدِّ مبارک پہ الف بینی ہے دیکھنا عارضِ انور کا خدا بینی ہے
صورتِ چشمۂ کوثر ہے لبِ جاں پرور نخل یا دام وہ بینی ہے لبِ کوثر پر
شاخ اس نخل کی ابروئے حنا یا طُرّہ اور اس شاخ میں علیّین مبارک ہیں ثمر
دل عارف اسی کے سایہ میں دم لیتا ہے نور پاتا ہے اسی سایہ سے قائم رہتا ہے
چشمۂ مہر سے اس بحر میں آب و رونق ہے نقطہ ہا آب کا انگشتِ قلم سے شق ہے
وصفِ رخسار ادا کرنے کا مجھ پر حق ہے آگے رخسار کے سحر سامنے جس کے شق ہے
مطلعِ صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے حسنِ مطلع یہ مگر فرد ہے لاثانی ہے
روبرو آئے جو آئینہ تو آ کے سکتا ہو شمع کے گل ہوں اور جائیں جو کچھ دعوے ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو شمع ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو
حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئیں شرح پہ سورۂ یوسف کو ملک لیجائیں
روبرو جلوۂ خورشید کے سایہ کیا ہے سامنے شمعِ منوّر کے اندھیرا کیا ہے
عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتہ کیا ہے آئینہ ہو سکتے ہیں بھلا آپ کے شبہ کیا ہے
کوئی تدبیر تو پڑھنے کی بجا ہی نہ رہی نور رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی
لبِ جاں بخش کی تشبیہ دمِ عیسےٰ سے دینے دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے
آبِ حیواں نہ کہا خضر نے گو کھینچے دیئے آب قطرہ گئے خورشید کے چھوٹے چھوٹے
کہوں یاقوت تو وہ باتیں یہاں پاتی نہیں لعل سمجھوں اسے آنکھیں میری ٹھہراتی نہیں

فکر دست در دنداں میں کٹا سارا دن
جسکی تشبیہ نہ ہو اُس کی صفت کیا ممکن
غور سے دیکھئے تو شبنم کے یہ چھالے ہیں

رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
یوں تو ثابت ہے کہ سیارے ہیں روشن لیکن
یا لب ساغر افلاک کے یہ چھالے ہیں

قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا رو رو کر
پانی پانی ہوا میں جوش مروت سے مگر
کہہ دیا قطرۂ سائل کو لا تنہر نیست

آیا دامن میں لئے گرد یتیمی گوہر
معنیٔ تازہ طبیعت کے کھلے یوں دل پر
در یتیم و شبنم آیۂ لا تقہر یتیمت

اک تبسم سے کلید در جنت ہے یہاں
نامۂ بخشش امت ہے جو حضرت کی زباں
نامہ ملفوف لبوں میں ہے بطرز دلخوا

ہوئے غنچۂ لب کے دہن ابر تشدید عیاں
لفظ اللہ سر نامہ ہے سب کے دنداں
ہے الف لام پہ تشدید لب اقتا لہم

اے سخنداں کئے اسرار دہن کس نے بیاں
پہنچے ہیں حقۂ گوہر کے جگر تک دنداں
رنگ غنچہ کا اڑا گل کی قلعی چھوٹی

مل گیا خاک میں جب چشمۂ آب حیواں
لب یاقوت میں ہے آتش حسرت کا دھواں
منہ پہ لپٹے کہ ہوائی یہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہے کہ اس کو شکرستاں کہیئے
خضر بولے کہ اسے چشمۂ حیواں کہیئے
ہر جگہ شہر اُس کا لقب تازہ کیا

کوئی کہتا ہے ملاحت کا نمکداں کہیئے
اور سلیماں نے کہا خاتم یزداں کہیئے
حق تعالیٰ نے اسے صاحب آوازہ کیا

غنچے نے پیش کئے گرچہ ہزاروں مضمون
میں شگاف قلم صنع اسے کیوں نہ کہوں
شعرا نے اُسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا
ریش مرسل کو نبوت کا رسالہ کہیئے

گفتگو اس میں ہے بولی مری طبع موزون
جس سے ظاہر ہوا سر خفی کن فیکون
اسم اعظم کا مگر ہم نے معمّا سمجھا
کشش خط شکست دل اعدا کہیئے

سر فرمان خدا کا خط طغرا کہیے
کلک تقدیر کا یا خط شفیعا کہیے

اسکی رو داری سے اللہ نے بخشا ہمکو
ہے شفاعت کی سند خط شفیعا ہمکو

رخ پر نور ہے قرآں کا پہلا نسخہ
ہاتھ سے اپنے جسے خاص مصنف نے لکھا

مشکل از بسکہ تھا مضمون دہن کا نکتہ
اس لئے حاشیہ لکھا ہے خط رنگیں کا

رخ جو ایماں ہے تو یک جزو ہے ایماں کا
ہے نیا حاشیہ یہ منہیہ قرآں کا

نگہ پاک الف صاد ہے چشم زیبا
لام گیسو ہیں سر منہ نہیں کچھ فرق اصلا

چہرہ پر ہے خط گلزار سے یہ لکھا
کہ وہ ہے اصل یہ خلقت دین و دنیا

جمع خاطر ہو تو کیا پڑھنا [illegible]
کہیں تضمینیں بہت اک نئی تضمین کیجے

پردہ کعبہ پہ گیسوئے چلیپا ہے رواں
اور محراب حرم کا ہے اس ابرو پہ گماں

اس میں پاکیزہ مصلا ہے نگہ کا دالاں
مردم چشم ہے بیٹھا ہوا اک ناظرہ خواں

زیر رخسار مبارک خط ریش لطیف
رحل ہے جس پہ کھلا رکھا ہے قرآن شریف

اور لگتے ہیں [illegible]
شمع کا نور ہی گردن کا دکھاتا جلوہ

نہیں پروانگی پاتی ہے نگہ فکر رسا
پر یہاں جلتے ہیں جبریل کے اندیشہ کا

[illegible] اسی گردن کو [illegible]
آتش عشق [illegible] کا یہ شعلہ ہے

پار کیا [illegible] کہ فوارہ نور
جس سے [illegible] شمع طور

کیسی [illegible] کا یہاں کیا ناز کرے
پر [illegible] کی کہیے [illegible]

[illegible] آگئے
[illegible] ہے

بال گردن پہ [illegible] روشن
کہ شبیہ [illegible] شمع سخن

[illegible] اچھا واللہ [illegible]
آنکھوں [illegible] اشعار بیاں [illegible]

ہر شب و روز چہ آشفتہ بسر می بردی
تا کہ مسودہ گیسو بہ بیاض آوردی

صفت مہر نبوت کا بیاں ہو کیوں کر
خامشی مہر دہن اور سخن ہے ششدر

مہر کی پشت کے فقروں سے یہ حق نے لکھ کر
کہ ہوا نامۂ بیضا مہری ختم اس پر

ہوئے پھر بھی جو سیہ دل متنبی گمراہ
ختم اللہ علی قلبہم انا للہ

مہر انور کے جو معلوم ہوئے حرف تمام
کلمہ اس سے نمایاں تھا نہیں جس میں کلام

راست ہے دعویٔ قبول دین اسلام
ایک ہی مہر شہادت میں لکھے ہیں دو نام

نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالمگیر
ایک سکے میں کھدا نام شہنشاہ و وزیر

دست رنگیں کی صفت یار خدایا کیا ہے
شاخیں نکلیں جو کہوں شاخ گل رعنا ہے

طوطیٔ ناطقہ اس باغ میں چپ بیٹھا ہے
بلبل طبع کو غنچہ کی طرح سکتا ہے

ہاتھ باندھے ہوئے جبریل کھڑے رہتے ہیں
دست گلچیں کو یہاں دستۂ گل کہتے ہیں

ہاتھ کھینچے ہوئے ہے رنگ حنا کا فق
قلم انگشت سے شق ہے کف افسوس ورق

جھلک مارے ہے جب صفحہ کی آتشی رونق
ہو گیا سینہ خط لالہ کا بھی حسرت سے شق

رنگ گلشن ظاہر و باطن کی صفا کیا ہو
سینے کے ہاتھوں لپٹی ہوئی گجرا ہو کر

ہر وقت آپ کا ہے یا کوئی قسم کا بند
طبع استاد ازل [illegible] عجب نازک بند

انگلی ہر ایک ہے وہ مصرع موزوں و بلند
[illegible]

مجھ کو تو صفت پنجۂ اقدس لکھنا ہے
اس [illegible]

گر کف دست منور کو میں کہتا ہوں ماہ
غور سے [illegible]

مہر انور ہے ہتھیلی مہ نو ناخن شاہ
دونوں جس وقت مقابل ہوئے اللہ اللہ

ہم نے یہ معجزہ شق القمر اپنا دیکھا
اک گھڑی میں مہ نو کو مہ کامل دیکھا

کون لکھے صفتِ سینۂ صافِ سرور دست بر سینہ ہیں حسرت سے یہاں جن و بشر
اور کہتے ہیں فرشتے بھی حیراں ہو کر لوحِ محفوظ ہے یا عرشِ خدا پیشِ نظر
صدرِ ایوانِ رسالت کا عجب سینہ ہے صورتِ علمِ لدنی کا یہ آئینہ ہے
صاف دیتے ہوئے نبی کا سینہ میں شفاف جیسے تقطیع سے حروف الف کا سر کیا ہیں صفا
ہاں مگر سینے سے ہے اک خطِ مشکیں تا ناف جس کو کہتا ہے سخنور کششِ مرکزِ قاف
صدرِ پُر نور کے تشبیہ ہو کیسی کمال سے ہے عقل کہتی ہے وہ آئینہ ہے دریا ہے
مخزنِ گوہرِ اسرارِ شبِ اسریٰ ہے شرحِ صدر رتبۂ عالی کا یہ اک نکتہ ہے
جو کہ لبریز لطافت سے یہ وہ چشمہ ہے جس میں امواجِ لطائف ہیں یہ وہ دریا ہے
خط نہیں سینہ میں ہے شانۂ شجر ویسے شجر میں صحیح ہے یہ جو ہیں گویا برگ کے
گرچہ پیچ اس میں اندیشہ ہے بال برابر اور اچھے مضامین ہیں یہ کیا امر ثقیل
ہر ملی پر کہیں کی نازک سی کمر کی تمثیل ہو گیا ہے عدم لفظ عدم اغفال عدیل
قاف تک پہنچے بہت قافیہ کر ٹھہرا کو میں دیکھی ہیں پر ایسی کمر عنقا ہے
ہیچ اس جا ہے کسی تیغ و کمر کا مذکور اس کے اوصاف ہیں مشہور میانِ جمہور
تا کمر غرقِ عرق ہو گئے سب اہلِ غرور سامنے اس کے کوئی باندھے کمر کیا مقدور
سن کے اوصاف شجاعانِ جہاں گھبرائیں چلتے میدان میں جو آئیں تو ہرن ہو جائیں
لا خطِ نسخ میں لکھو تو کہوں اک نکتہ لام الف کا ہے تقاطع وہ کمر صلِّ علیٰ
واہ کیسا کہوں پر یہ خط نسخ کھچا کمرِ یار کو معدوم ہے سمجھے شعرا
نہیں ثابت قدم اس نفی سے استثنا بھی یہ وہ لا ہے کہ نہیں اس سے بچا الا بھی
سرِ عالم ہے فدائے قدمِ پاک نبی وصف میں جس کے سخنداں کا لگا گھٹنے جی

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے نئی
نہیں چلتا ہے لگی پائے قلم میں مہندی
پھر پڑا الٹے ادب آکے سخن گو بیٹھیں
فکر عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھیں

دیکھئے کیا اسے شمشاد و صنوبر سے مثال
چمنستان ارم اسکے قدم سے ہے نہال
سرو جنت سے نکل آئیں پئے استقبال
کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجئے پامال
شکل بلبل کے سر راہ بچھائیں گل چشم
فرش فردوس کا ثانی ہو تو ہو بلبل چشم

شق ہے عالم بالا پہ ستارہ رخشاں کا
سر افلاک ہے قد بہ قامت والا کا
ساق ہے نخل تمنا ہائے اعلیٰ کا
خاک پہ غازہ ہے حوروں کے رخ زیبا کا
رکھدیا آپ نے جس فرش پہ رویا قدم
پھر نہ سرکا یا پھر عرش سے کبھی جائے قدم

بزم میں تذکرہ پائے نبی گر آن پائے
شمع کافور سے جل جائے مگر سر نہ اٹھائے
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پہ آئے
گرہ ابروئے خوباں کی حقیقت کھل جائے
ماہ نو گر کہیں ہمچشمی کا خمیازہ کرے
ناخن چشم فلک میں خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن
کس کو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن
اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن
آرزو اتنی ہے بس روز قیامت محسن
سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر
صاف محشر کی زمیں کھولوں اٹھا کر سر پر
ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازار نشور
یوں کہے بادشہ بارگہ عالم نور
لو سراپا ہمیں تم دو عوض حور و قصور
میں کہوں واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ ترکیب نہیں
کھوٹے داموں بکے یوسف کی یہ تصویر نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حال ولادت صبح اکرم ۸۴۲ سنہ ۱۲۸۹ ہجری نبوی صلعم صلے اللہ علیہ وسلم ۴۴۷

مثنوی صبح تجلی

بیضاوی صبح کا بیان ہے — تفسیر کتاب آسمان ہے
ہے خاتمۂ شب دل افروز — دیباچہ نگار نسخۂ روز
آثار سحر ہوئے نمایاں — سیپارہ لیے ہوئے ہے دوراں
واللیل کو ختم کر چکا ہے — آمادۂ دور والضحیٰ ہے
عنوان فلک ہے در منثور — لوح زریں سورۂ نور
اطراف بیاض مطلع صاف — والفجر کے حاشیہ پہ کشاف
مشہورۂ دہر تا بیاباں — ہم مطلع کشور بدخشاں
ہر دشت ہے مثل دشت ایمن — ہر کوہ برنگ طور روشن
عالم میں ہے آفتاب تاثیر — آب حلب و ہوائے کشمیر
جزدان سپہر میں ہے پنہاں — مشکوۃ شریف مہر تاباں
آنکھیں نظارہ کی طلبگار — نظارہ کا بخت خفتہ بیدار
منظور ہے حسن کا تماشا — ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا
ہے مشرق و غرب تک پریشاں — نور عینین پیر کنعاں
وہ سورۂ یوسف تجلی — یہ مطلع مصر کی عزیزی
پستی کا دماغ آسماں پر — اوج افلاک مہر گستر

وہ ہے بلغ العلیٰ کی تفسیر — یہ ہے کشف الدجیٰ کی تعبیر
مضمون طلوع صبح صادق — مشہور روایت مشارق
موقوف حدیث شب کی تصحیح — رکھ دیجیے طاق پر مصابیح
ظلمت کا چراغ لے ضیا ہے — انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے
مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے — مریخ کی سست مشتری ہے
روپوش دبیر چرخ اخضر — ظلمت کا سیاہ کر کے ابتر
اہل مدکہکشاں ہے مفرور — پروانہ انیس شمع کافور
زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ — نظم پروین کا قافیہ تنگ
ہے شکر سپہر رات بھر کی — کیا بات ہے مطلع سحر کی
ہر مطلع صبح صادق استاد — از دیدۂ نوشت صاد بیداد
ہے وقت آخر شب کھلا تھا — الواح زبرجد فلک کا
ہنگام سپیدۂ سحر گاہ — تسبیحات میں ورد شب کی اللہ
یک مخبر صادق البیان ہے — پیغمبر آخر الزمان ہے
کیفیت وحی میں ہے بلبل — ہے وقت نزول مصحف گل
سبزہ ہے کنار آب جو پر — یا خضر ہے منتظر وضو پر
نوبت ہے صدائے قمریاں کی — طیاری ہے باغ میں اذاں کی
تکبیر صبا اٹھا رہا ہے — اُٹھ قامت سرو ہو رہا ہے
اک شاخ رکوع میں گئی ہے — اور دوسری سجدے میں جھکی ہے
سوسن کی زبان پر مناجات — جاری لب جو پہ التحیات

تسبیح شگوفہ یا مصوّر — تحریمہ تاک سے ہے اکبر
کھلی ہوئی بوٹے گل چمن میں — اور صلِّ علیٰ کا غل چمن میں
غنچے میں ہے خامشی کا عالم — یا صوم سکوت میں ہے مریم
کیاری ہر ایک اعتکاف میں ہے — اور آب رواں طواف میں ہے
پابند زکوٰۃ نامیہ ہے — کانٹا زر گل کو لوٹتا ہے
لایا یہ حجاج صبا رنگ — قرباں ہو رہا ہے چمپا رنگ
سالک ہے چمن میں نہر جو رو — مجذوب ہے شاخ بید مجنوں
ہے صوفی صاف دل صنوبر — شجر یک نسیم حالت آور
ہر تخم بخلوت آرمیدہ — ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال ہیں برگ و نخل اوتاد — ہے نعم العبد سرو آزاد
خدمت میں بہار کی صبح ہے — سبزہ سنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو — یکسو شب زندہ دار شب بو
ہے استغراق نیلوفر کو — پاس انفاس ہے سحر کو
سیتی چو زبان خار پر ہے — نرگس کی نگاہ میں اثر ہے
وحدت ہے چمن میں مغز تا پوست — صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نہ رہا تو گل ہوا ہے — واصل ہے جسے یہاں فنا ہے
کہتا ہے اشارۃ لیجا لو — موتوا من قبل ان تموتو
خرقہ ہے نصیب یاسمن کو — عمامہ ملا ہے نارون کو
پیرایۂ نو [illegible] سوسن ہے — سلطان مشائخ چمن ہے

عطارِ شمیم گلستاں کی — ہم مرتبۂ فرید بوٹی
پھولوں میں ہے یوں گلاب خوش آب — جیسے قطبوں میں قطب الاقطاب
کیوڑا گلزار پر فضا میں — غوث الثقلینؒ اولیا میں
ہر شمع خموش فکر میں ہے — ہر طائر شوق ذکر میں ہے
سوزش میں قلندرانہ قمری — اور چشتی سبز پوش طوطی
ہے خواجہ نقشبند ذی جاہ — طاؤس علیہ رحمۃ اللہ
ہر کبکِ دری خلیل آذر — ہُدہُد نام خدا پیمبر
اعجاز نسیم صبحدم ہے — انفاس مسیح کی قسم ہے
عالم میں وہی ہوا ہے چلتی — جو صبح الست کو چلی تھی
تنزیہہ ہے مست نغمۂ ہو — ہنگامۂ لا الٰہ ہر سو
با شان و شکوہ جلوہ فرما — شاہنشہ تخت گاہ الا
سامان ظہور کی ہے تمہید — قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید
فیض روح القدس عیاں ہو — افشائے رموز کن فکاں ہو
آئینۂ ہو چار سوئے عالم — لبریز تجلیات پیہم
ہر قطرہ ہو جو مثال بحر و بر — ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر
وہ شان ہو آج رنگ و بو کی — مصداق ہو جل شانہ کی
لو ہم نے حباب کو عطا کی — آب حیواں کی میر بحری
فرمان بقا کے مستند ہوں — احکام فنا کے مسترد ہوں
کثرت تہ وحدت میں ہو کے فانی — حاصل کرو عمر جاودانی

مہمان حدوث کا قدم ہو امکان پہ وجوب کا کرم ہو
سیرابی تازہ روپ دکھلائے ہر شاخ خمیدہ راست ہو جائے
اسرافیل اپنی صور لائیں پھر رنگ رمیدہ کو جمائیں
عزرائیل آپ کریں نہ دورا ناکارہ رکے رہیں عدم کا
اللہ اللہ کیا سماں ہے ہر شے کو حیات جاوداں ہے
سرسبزی ہے باغ میں جناں کی آمد ہے بہار بے خزاں کی
لوح و قلم ادیب تقدیر محو خط نسخ عالم پیر
ایام کا بخت پھر جواں ہے پھر عہد شباب آسماں ہے
ہستی و عدم میں ایک لے ہے لاشے کے بھی لب پہ آج نے ہے
کیفیت خرمی سے مسرور رنگیں طبعان محفل نور
رضواں نے کہیں سبیل رکھی ہر کوزہ سلسبیل رکھی
طیار کئے بحکم باری میکائیل یک طرف نہاری
آئے لئے ساغر و صراحی کوثر سے کبھی ہوئی صبوحی
گلدستے بہشت کے بنائے جبریل درود پڑھتے آئے
بیٹھے ہوئے وہیں خوشی سے پھولے غلمان لئے ہار حور گجرے
خاکہ ہے زمین و آسماں کا نقشہ ہے مکاں میں لامکاں کا
گویا اُتر آئی ہے زمیں پر بینا بازار چرخ اخضر
نازل ہوئے عرش سے فرشتے سب حیّ علی الفلاح کہتے
حاضر ہوئی روح پاک آدم دوران نے کہا کہ خیر مقدم

ہمرنگ ارم زمانہ بشگفت — طوبیٰ لک یا آیا البشر گفت
انوار ہیں نوحؑ کے نمایاں — یا ابر کرم کا جوش طوفاں
رحمت کے لباس میں چھپے راس — شیثؑ و ادریسؑ و خضرؑ و الیاسؑ
یمن و برکت لئے ہیں موجود — ہارونؑ و شعیبؑ و صالحؑ و ہودؑ
خاتم پہ لکھے ہوئے سلیماںؑ — نقش تسخیر جن و انسان
بسم اللہ صاد صبر ایوبؑ — الحمد کتاب شکر یعقوبؑ
یوسفؑ مع عزت و مناصب — یونسؑ مع ماہی و مراتب
داؤدؑ لئے زبور پہونچے — موسیٰؑ مع شمع طور پہونچے
کعبے میں خلیلؑ کا ہے جلوہ — بت کرنے لگے خدا کا سجدہ
اسحاقؑ مع ذبیح آئے — لقمانؑ مع مسیحؑ آئے
تھے حسن فروش جلوہ مشتاق — ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق
انواع محاسن و کمالات — اقسام صفات و ثمرہ حالات
جو کچھ اب تک ہوا ازل سے — ہونے والا ہے جو کچھ آگے
ہر نکتہ جانفزائے ناسوت — راز ملکوت و سر لاہوت
توحید کی شان راست بازی — تجرید کی وضع بے نیازی
استغنا ہمرکاب تسلیم — اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم
دانش دانائے سر مکنون — سرمایۂ نازش فلاطون
وہ نظم فصیح جس کا سحباں — طفل ناخواندہ دبستاں
وہ دولت و جاہ روز افزوں — جس کے بندے والی تھا فریدوں

حاتم کا وصف جود کامل | عدل انوشیروان عادل
حکمت مفتاح قفل مقصود | علم آئینۂ وجود مسجود
ہر گوہر قلزم ولایت | ہر نیّر مطلع ہدایت
صدیقؓ کا صدق و استواری | عثمانؓ کا حلم و بردباری
آوازہ عمرؓ کی صاحبی کا | اور دبدبہ مرتضیٰ علیؓ کا
ریحان بہشت روح پرور | خلق حسنؓ شگفتہ منظر
رنگینی لالہ زار ایماں | جانبازی سید شہیداںؓ
آثار مجاہدین ابرار | انوار مہاجرینؓ و انصارؓ
مقبولی بایزیدؒ و ادہمؒ | محبوبی خاص غوث اعظمؒ
عرفان ابو سعید و کرخی | روشن دلی جنیدؒ و شبلیؒ
گستاخی عاشقان مغرور | رسوائی دار و گیر منصورؒ
عشق آفت عاشقان جانباز | حسن آئینۂ تجلی ناز
مجنون و ہجوم حسرت دل | لیلیٰ مع ساربان و محمل
القصہ یہ دیکھ کر تماشا | حیرت ہوئی آ کے جلوہ فرما
کہتی ہوئی کیا ہے آج ساماں | کھلتا نہیں یہ کچھ سر پنہاں
خورشید ذکا کے سائباں ہیں | یوسف ہے غبار کارواں ہیں
خلوت گر حسن ہے زمانہ | اور جلوۂ صبح شاہدانہ
ڈوبے ہوئے رنگ میں چمن کے | نکھرے ہوئے روپ میں دلہن کے
خورشید ظہور کا شرف ہے | معراج نظر کو ہر طرف ہے

مظہر کا خطاب میرزا ہے — منظر کا لقب ابوالعلا ہے
شبنم کو دمِ فلک مآبی — مٹی میں کمالِ بوترابی
ہر قطرہ میں آب و تابِ گوہر — ہر موج شعاعِ مہرِ انور
آفاق میں ہے تجلیٔ نور — یا شانِ نزولِ جلوۂ طور
کرتا ہے فلک سجود پیہم — مائل بہ زمیں ہے عرشِ اعظم
اونچی ہوئی یہ مکاں کی کرسی — سب کھل گئی لامکاں کی قلعی
مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار — آتشکدے گل ہوئے جو یکبار
پانی طوبیٰ کی جڑ میں پہنچا — جو خشک ہوا ہے بحرِ ساوا
ہے خاک کی طبع میں روانی — جو دشت سماوہ میں ہے پانی
چلتے ہیں یہ کس ہوا کے جھونکے — ہوش اُڑتے ہیں جن سے کاہنوں کے
باندھا وہ قضا نے لعن کا لام — ابلیس کی فوج میں ہے کہرام
بت مہرِ سکوت بردہاں ہے — بتخانوں میں شورِ الاماں ہے
کس کی شوکت کا زلزلہ ہے — قصرِ کسریٰ جو ہل رہا ہے
ہے کس کو خطابِ ایزدِ پاک — لولاک لما خلقت الافلاک
گم نورِ وجود میں عدم ہے — آغوشِ حدوث میں قدم ہے
ہے فرش پہ عرش کی تجلی — کہتے ہوئے لا الٰہ غیری
ہے قبلہ ہر ایک سمت پُرنور — ہر سمت ہے مثلِ بیتِ معمور
ہر نقش کمال کا سزاوار — ہر چیز میں عقلِ کل کے آثار
کیا رنگِ قبول جلوہ گر ہے — ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے

ہے چاندنی ایک ماہ پیکر / سورج کبھی آفتاب انور
اور رنگ نشین باغ ہے گل / اور ہفت ہزاریوں میں بلبل
ذی حشم خزانہ اشرفی ہے / صد برگ کا علم پانصدی ہے
عباسی کو دعوے فتوت / داؤدی کو شبہہ نبوت
ہر دانہ ہے عابد سحر خیز / ہر ذرہ ہے خاک شمس تبریز
القاب نسیم دامن دشت / مخدوم جہانیاں جہاں گشت
خالق کا کرم ہے فیض گستر / بخشش کا صلا ہے عام گھر گھر
روئے حسنات سوئے اخیار / چشم رحمت سوئے گنہگار
ہے فکر میں عابدوں کی طاعت / محسن کی تلاش میں شفاعت
جیسی اس دن سحر ہوئی ہے / ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے؟
ایں نسخہ چہ انتخاب دارد / ایں صبح چہ آفتاب دارد
ناگاہ بجلوۂ عبارت / پیدا ہوئی غیب سے بشارت
یہ صبح سعادت جہاں ہے / نوروز بہار جاوداں ہے
مفتاح خزینہائے اسرار / مصباح تجلیات انوار
ہے بدر کمال اوج تشبیہ / لبریز جمال مہر تنزیہ
نازل ہے زمیں پہ کبریائی / بندے کے لباس میں خدائی
اس وقت دیار میں عرب کے / مطلع سے تجلیات رب کے
برج شرف قریشیاں میں / اور ہاشمیوں کے خانداں میں
کعبے کی زمین نامور سے / اور عبدالمطلب کے گھر سے

اسلام کا آفتاب چمکا — بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے سرورِ دو عالم — پیدا ہوئے فخرِ نوحؑ و آدمؑ
محبوبِ خدا نبیِ مرسل — صبحِ دوئمیں روزِ اول
شاہنشہِ انبیا محمدؐ — تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ
پیدا ہوئے حضرت پیمبرؐ — صبحِ قدرت کے سعدِ اکبر
واللیل اشارتے ز موئیش — والشمس عبارتے ز رویش
خورشیدِ سپہرِ دین محمدؐ — نورِ عین الیقین محمدؐ
پیدا ہوئے قبلۂ طریقت — پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت
مقصودِ ازل اجل و اعلیٰ — منظورِ حضورِ حق تعالیٰ
سلطانِ فلک حشم محمدؐ — مہرِ عرب و عجم محمدؐ
پیدا ہوئے پادشاہ ذیجاہ — آرائشِ تختِ لی مع اللہ
عینِ عرفان و مردمِ عین — ابروئے جبیں قاب قوسین
جان و دلِ مرسلین محمدؐ — روحِ روح الامین محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النبیینؐ — مہرِ عرفانِ عز و تمکین
با میم احمدؐ احد بلا میم — شایستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ — آئینۂ حق نما محمدؐ
محو رضوانِ حق روانش — آل و اصحاب پیروانش
کیفیتِ وجد میں ہے آپ ذوق — کہتا ہے خطیبِ خامۂ شوق
ہے ذکرِ ولادتِ پیمبرؐ — اعلیٰ اولیٰ اہم و اکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخمس نعتیہ

تاریخ قصیدہ از مصنف قصیدہ
ابیات نعت سنہ ۱۲۷۲ھ

تاریخ مخمس از مصنف خمسہ
مخمس نعتیہ سنہ ۱۲۷۵ھ

یہ بسم اللہ آزادی ہوں سر پہ تاج ہے مد کا ۔ الف آزادگی کا راست نقشہ ہے مرے قد کا[۱]
تجرد تختۂ اول ہے میرے مشق بے حد کا ۔ مٹانا لوح دل سے نقش ناموس اب و جد کا
دبستان محبت میں سبق تھا مجھکو ابجد کا

کہیں کو بے خطا مارا ہے اس نے تیر مژگاں سے ۔ کہ آیا جوش میں طوفان خجالت آب پیکاں سے
پریشانی عیاں ہے سر بسر کیوں زلف جاناں سے ۔ الٰہی کس کے غم میں نکلے آنسو چشم فتاں سے[۲]
کہ عطر فتنہ میں ڈوبا ہے رومال اس پری قد کا

ہے پیدا زرد حسن صاف تک تھی ہماری مشتاقی ۔ گیا وہ دور اب ٹھنڈ لئے کیوں ہے تنی ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیاں کم چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی ۔ کہاں ہے آتش یاقوت لب میں وہ بھڑک باقی
کہ خط سبز نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

صف اغیار ہے مجلس نشیں پہلوئے قاتل میں ۔ کوئی کہدے کہ مجھکو کیوں یہ فشار رکھتا ہے مشکل میں
یہی تعزیر دی اتنی تو ہو میری جگہ دل میں ۔ کنارے پر بٹھا لے مجھکو ظالم اپنی محفل میں
گناہ شوق بیجا سے جو میں ہوں مستحق حد کا

---

۱ این تاریخ صنعت زبرینہ است کہ اعداد آں بدیں طور گرفتہ شوند الف با یا و الف
تا ۱۱۱ ۱۴ ۵۱۲ نون عین تا ۱۰۸ ۱۳۱ ۵ ۱۲۷۳ ؁ ۱۲

۲ اشک چشم فتاں با عطر فتنہ لفظ مناسبت تمام دارد ؁ ۱۲

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونوں ہاتھ خنجر سے   سراپا اُس کا تو کھینچے گا سر توڑ اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کے شہپر سے   بنایا خامہ مو کو ہمارے دستِ لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن سے مصور اُس سہی قد کا

کیا گو صفحۂ تصویرِ دل کا آئینہ تو نے   مگر جلوے نہ دیکھے اُس میں عکسِ روئے تاباں کے
نہ کھینچی خال کی رنگت سوادِ چشم حل کر کے   بنایا خامہ مو کو ہمارے دستِ لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن لے مصور اُس سہی قد کا

یہ اسباب جفا مٹ جائیگی نقش فنا ہو کر   کمند لے ترک رہ جائیگی آہِ نارسا ہو کر
کمان بل کھائیگی اوتریگا چلہ کس ہوا ہو کر   اُڑینگے چٹکیوں میں تیر ترکش سے جدا ہو کر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بے حد کا

زبانیں خلق کی میرے سنبھالے کب سنبھلتی ہیں   کلیجے پر برابر برچھیاں طعنوں کی چلتی ہیں
نئی عادت جو ڈالی کب یہ باتیں ہمکو چھلتی ہیں   مجھے تم مجھ سے کیوں ہٹتے ہو باتیں نہیں نکلتی ہیں
تمہارے پردے میں عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغام اجل کا جان مضطر کو   الف آسا بنایا لاغر اتنا جسم لاغر کو
مٹایا طبیعت نے یکقلم ہستی کے دفتر کو   ہوا میں ناتواں سن کر صدائے پائے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزۂ وصل[1] اسکی آمد کا

جو فکر شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت میں   گیا جی ڈوب ڈوبے اس قدر دریائے رقت میں
دُرِ معنی نہ پایا اور کوئی جوشِ رقت میں   لکھے رو رو کے مضمون بیکسی کے دشت غربت میں
زمینِ شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

---

[1] ہمزۂ وصل از اتصال لفظ سابق ساقط میشود ۔ ۱۲

دکان حسن جسکی بندہ بے دام خلقت ہے　　تہ محراب ابرو سجدۂ آب عین عبادت ہے
خریداری تری جاں بیچکر حکم شریعت ہے　　ترے بازار میں ایماں فروشی رکن طاعت ہے
دم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمیں میں گڑ گیا سرو چمن واللہ　　خراماں تو ہوا ایک دری بھولا چلن واللہ
غضب کی ہے بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ　　تری کیا بات ہے اے شاہد پاک سخن واللہ
عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھیں کیونکر نہ خوبان جہاں یکسر　　نہیں ہے تجھ سا کوئی قاف تا قاف اے پری پیکر
گرا نظروں سے حسن ماہ کنعاں زیر و زبر ہو کر　　مقابل تیرے سو طرف آتے خوبان نگاریں پر
ادا و ناز میں موجد ہے تو طرز مجدد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیری مضموں ہے　　مری رنگیں بیانی یا ترا رخسار گلگوں ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھوں کا افسوں ہے　　مری طبع رواں ہے یا تری رفتار موزوں ہے
مرا مصرع ہے یا سیدھا رسا مضموں ہے تیرے قد کا

مخمس تیری پانچوں انگلیوں کا ایک خاکہ ہے　　رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشہ ہے
جو رنگیں قطعہ ہے یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے　　تری زلف رسا کا شعر اک ادنے سا لٹکا ہے
کرشمہ ہے غزل تری غزال چشم اسود کا

سنانے بلبل شیراز کے دلکش نہ ہوں کیونکر　　کہ تیری بوستان حسن ساری ہے اسے از بر
ملا رنگ قبول ایسا کہ مثل لالہ احمر　　لکھا سو جاں سے دیباچہ گلستاں کا سویدا پر
تصور جسکے دل میں خال خال آیا ترے قد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحف ناطق تجھے سمجھے　　ہے تیری ہی معنی والشمس روشن پر تو رخ سے

سوادِ زلف سے حل ہو ہو اللیل کے عقدے — بعینہ[۱] افتتاحِ سورۂ صاد آنکھ کو کہیئے
جو ابروے کشیدہ میں ہے نقشہ صاد کی مد کا

مضامیں شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے — ہوئے ہیں ماخذ رنگیں بیانی لعل لب تیرے
سر منہ سے ترے لب سے نکتے یک قلم نکلے — نکالی چیستاں چوٹی کی گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

شبِ معراج کا مضموں ملا آنکھوں کے کاجل سے — ہوئے حل معنی ما زاغ چشمان مکحل سے
مری فکر رسا بڑھکر جو الجھی خط اول سے — نکالی چیستاں چوٹی سے گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موے معقد کا

سوادِ خطِ ریحاں ہے یہ سنبل زار مو بیشک — گل مضموں نے پائی ہے گل عارض کی بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک — یہ سب باتیں ہیں لیکن ہے دہن میں گفتگو بیشک
کریں کیا ہم کو حق نے منہ نہیں بخشا خوشامد کا

سخنداں غیب داں بھی ہوں تو یہ راز خفی سمجھیں — مٹائیں جب رقم ہستی کی حال نیستی سمجھیں
سمجھ حق نے جنہیں دی ہے معما یہی سمجھیں — محل[۲] گفتگو میں کیا حساب خامشی سمجھیں
مگر صفر دہان تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کے مدعی ہیں بیخود صہبائے نادانی — جب آخر لگا یہ نشہ آپ کھینچیں گے پشیمانی

---

[۱] افتتاح سورۂ صاد حرف ص خط و در اسم قرآن نوشتن مدبر حرف مذکور صورت مشابہت با چشم و ابرو پیدا کرد ض ۱۲

[۲] یعنی گفتگو کے محل میں خامشی کا کیا حساب ہے اس سے لازم آتا ہے کہ دہن ندارد ہے اور قاعدہ حساب میں صفر علامت ہے مرتبہ کے ندارد ہونے کی فقط

نہیں اتنا سمجھتے ہے کشاں بزم حیرانی　　دہن[1] ہوتا تو پھر کرتا نہ کیوں پیمانہ گردانی
یہ نقطہ ہو کے مرکز دورِ میم مدح احمد کا

وہ احمد جسکے پرتو سے ہے دل آئینۂ معنی　　ثنا سے جس کی صندوق جواہر سینۂ معنی
مرصع دست کاتب ہاں پری وسفینۂ معنی　　ملا ہے لب کو جسکے وصف سے گنجینۂ معنی
زباں نے رتبہ پایا ہے کلید قفل[2] ابجد کا

بٹھا کر صف بصف چاروں طرف انبوہ قدسی کو　　چراغاں کی عوض چمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو　　بچھا کر فرش اطلس کو جما کر عرش وکرسی کو
ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جس کے دبستاں ہیں　　سلامت نوح جسکی جوشش الفت سے طوفاں ہیں
گدا ادریس جس کے کوچہ چاک گریباں ہیں　　قدم آنے سے جس کے مصر شہرستان امکاں ہیں
ہوا ہے یوسف کنعان لقب حسن مقید[3] کا

بچھائے آنکھیں جس کے خواب میں آنیکو ہر شیدا　　کیا ہے جس نے داماں شفاعت پردۂ عصیاں کا
حمایت پر ہے جس کی امت مرحوم کو تکیا　　ہمارا خواب[4] غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا
بروز حشر بن کر خواب مخمل جس کی مسند کا

---

[1] یعنی گر دہن فی نفس الامر موجود می بود نقطہ مرکز دور میم مدح مے شد تا پیمانہ کش ہا کہ از مقتضیات عمد دہن است نصیب مے شد واز نقطہ کہ دور دلالت بر گردش دارد مناسبت پیمانہ گردانی ظاہر ۱۲

[2] قفل ابجد عبارت از دہن ۱۲

[3] مناسبت لفظ مقید با یوسف علیہ السلام ظاہر ۱۲

[4] یعنی خواب غفلت چوں خواب مسند مخمل حبیب خدا گردید مغفرت را تکیہ گاہ شد ۱۲

فروغ اُس سے شریعت کا ہے بیانِ حقیقت کا — وہی رنگ رخ ناسوت شمع بزم لاہوتی
وہی ہے رونق ظاہر وہی ہے زینت مخفی — بیاض عارض صورت سواد گیسوئے معنی
جواہر[۱] سرمہ چشم گردش[۲] چرخ زبرجد کا

عجب صورت سے چمکا اختر آئینۂ عالم — صفا پاتا ہے اُس سے جوہر آئینۂ عالم
ہوئی خاک قدم حساکستر آئینۂ عالم — جلائے کن فکاں روشنگر آئینۂ عالم
سعادت[۳] ہے شرف ہے نیر نور مجرد کا

گرادی قیمت جام شراب پرتگال اُس نے — جدا کی ساغر افلاس سے گرد ملال اُس نے
نکالا اپنے مستوں کیلئے گذریلے لعل اُس نے — مئے انگوری الفقر فخری کی حلال اُس نے
لٹا ہے جام جم سے سنگ مقصود[۴] اُسکے مقصد کا

سوا اللہ کے دامن کش اور ونکے توسل سے — نہ اُس کو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تموّل سے
شہنشہ دونوں عالم کا مگر نفرت تجمّل سے — سر ہر جاہ پر فخر اُس کو دیہیم توکّل سے
حریم ناز ہیں تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا

چمکتا ہیں ہے رخ انور کہیں خورشید سے افضل — یہ نقشہ نقش ثانی اور نقش یوسفی اوّل
شبیہ مصطفٰے ہو کیوں نہ ہر مخلوق سے اکمل — کھنچی ہے رحمت یزداں کی گویا شکل مستقبل
تعالی اللہ رنگ عارض اُس نور مجرد کا

---

۱ اضافت مقلوب بمعنی کحل الجواہر ۱۲

۲ گردش را با چشم مناسبتے ست ہماں وجہ تشبیہ است ۱۲

۳ سعادت و شرف از صفات نیر و نور مجرد لفظے عام پس معنی بگستاخی نمی کشد ۱۲

۴ مقصد پیش فقر بود و شوکت و تجمل شاہانہ شکستن ۱۲

نہیں گو کام عین عام رحمت کو تغافل سے　　خصوصیت کی صاد آنکھیں ہیں گر دیکھو تامل سے
نہ دیکھیں کیوں گنہگاروں کو وہ چشم تفضل سے　　سر تاکید منظور خدا ہے لام کاکل سے
ہوا اظہار[۱] دو ابرو سے یک نون مشدد کا

وہ چھوٹ دھیان ہیں رکھتے ہیں ہم ہر چند عاصی ہیں　　ہمیں ڈر کا ہے جنت کھڑکیاں جن آنکھوں کی ہوتی ہیں
بھولا کر آپکو بولے ہیں طاعت پر جو نازی ہیں　　تصور کرنیوالے آپکے بیشبہ ناجی ہیں
بھروسہ ہے ہمیں اللہ کے قول موکد کا

بہت اونچے گئے موسیٰ تو کوہ طور تک پہنچے　　بہت بلند کیا عیسیٰ نے کھینچے چرخ پر چلے
نشانے دونوں تھے اسکے نشانے سے کہیں نیچے　　ہدف ہو ہو گیا زور کمان دار نبوت سے
مقام قاب قوسین اشرا وفی تیر مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کی اگر پائے　　کمان کھینچے کماندار آپ کھنچکر تا ہدف جائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے　　کشش جب قاب در انداز ازل کی زور دکھلائے
کمان[۲] حا سے چلہ کیوں نہ اترے میم احمد کا

مدینہ کی طرف جائیں کہ ہم کعبہ کا لیں رستا　　نظر آتا ہے ان دونوں گھروں میں ایک ہی جلوا
کہاں ایسا جبہ سائی کیجئے کچھ بن نہیں پڑتا　　احد کو کیجئے یا احمد بے میم کو سجدہ
عجب مشکل ہے مضمون ہے مری مفہوم مردد کا

---

۱ یعنی از عارض انوار لفظ الرحمن پیدا شد یعنی ابرو بطور کہ صیغہ مستقبل از رحمت و لام کاکل
پیدا گشتہ لام تاکید واز ابرو نون مشدد و دو ابرو شبیہ نون ثقیلہ ۱۲

۲ حا با کمان مشابہت دارد و چلہ با میم باعتبار عدد مناسبت دارد و لفظ احمد صورت
وقوع میم در بطن حرف سر حا شکل مقصود پیدا میکند ۱۲

احد احمد میں یکساں دونوں کا مضمون مطابق ہے — ہر اک انمیں سے ہے معشوق ہر اک انمیں عاشق ہے
نہیں مطلق دوئی کو دخل یہ دعویٰ صادق ہے — دوئی بھی علتِ حادث ہے محمد[1] نفس ناطق ہے
مفسر ہے یہ جملہ آیۂ طیّبہم مستتر کا

نبی تھے ہی رتبہ سب ہیں آپ لیکن سب سے برتر ہیں — یہ ہاں اپنے دعوے پہ یکتائی لئے خود پر
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہیں پیغمبر — لاافون نبوت سب کو میم عمر کھونے پہ
یہاں گھٹ جاتا نہیں اسکے احد ہوتا ہے احمد کا

گھٹے اعداد[2] میم احمدی جب عمر حضرت سے — نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایا نبوت سے
ہوئے ہمنام باری جب چمکا نور وحدت سے — ہوا رتبہ میں افزوں قاف قلت کاف کثرت سے
معما پا گئی چشم تامل صاد سے صمد[3] کا

جو پہنچا موجزن ہو کر تجلی کا دیدہ داں میں — بھرے سب قدسیوں نے گوہر مقصود داماں میں
سراپا دونوں عالم غرق ہیں اس بحر عرفاں میں — چڑھا قاف قدر تک اور اترا کاف امکاں میں
ہے شور اس قلزم گوہر نما کی جذر کا مد کا

دم جنگ آپ نے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا — سیہ کاروں نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سروں پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا — ہوئی شام آفتاب بت پرستی پہ زوال آیا
مہ نو خوب چمکا بدر میں تیغ محمد کا

ہوا اسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر میں — مآل کار بربادی ہی تھی اس کے مقدر میں

---

[1] میم مشدد و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر یک میم بجائے دو میم است ۱۲
[2] اعداد میم چہل اند و انبیاء گذشتہ چہل سال عمر رتبہ عالیہ نبوت فائز شدند فقط ۱۲
[3] عدد صاد نود است و اگر الف کم شود صمد گردد ۱۲

پھرا جو اُس سے آیا گردشِ قسمت سے چکر میں — اُوتارا کا سہرا سر پہ بار ڈھکے ڈورے نے دم بھر میں
بنا چاک اُس سے گو برگشتہ ہو کر فلک[1] کے تر کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت — عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہاں تک پھیلی اُسکے گلشنِ اخلاق کی نکہت — عداوت ہو گئی تاثیرِ خلقِ عام سے اُلفت
سبب ہے شعلہ سیل آبِ شمشیرِ مہند کا

شرارِ برقِ خاطف سے ہوں لٹنے دانۂ خرمن — چھٹے پانی تو حق آتشِ سوزاں ہو روغن
کرے بادِ سحر شمعِ سحر کو پھونک کر روشن — عجب کیا ہے کہ خوابِ ناز میں سوتی ہے ناگن
نہ چھوڑے آنکھ اگر چھینٹا نہ دیں آبِ زمرد[2] کا

عداوت یکقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے — جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہے جو ظالم تھا وہ عادل ہے
کہاں اب دیدۂ احول دوئی ہر شے سے زائل ہے — نہیں حیرت کے قابل گر کسو میں اَرّہ واصل ہے
بیاں ہے یہ لبِ تشدید[3] حرفِ مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھ کر ہے کیا کہئے نبی اُس کو — فضیلت فرد فرد انبیا پر حق نے دی اُس کو
خدا کا فضل روز افزوں ہو جس پر کیا کمی اُس کو — وصالِ حق سے حاصل ہے لقائے دائمی اُس کو
یہاں ہے وصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا سامان جسم و روح و قالب کی جدائی کا — جگر شق ہو گئے ہنگامہ محشر ہوا برپا
زمیں تھا آسماں عز و تمکیں پیکر والا — پڑا لرزہ زمیں میں جسمِ اطہر جب اُسے سونپا

---

[1] لفظ مہند کہ قافیہ ایں بیت است با لفاظ مناسب جمع شد ۱۲

[2] حالانکہ آبِ زمرد قاتل است ۱۲

[3] چہ اَرّہ جدا میکند و تشدید کہ صورت اَرّہ دارد دو حرف را واصل میکند ۱۲

سکوں کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروب مہر انور سے　　اوڑھائی آسماں کو نیلگوں چادر اسی غم نے
عزیز مصر یکہ تھے مہ کنعاں لٹے تھے　　عجب کیا ہے اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے
کرے ہم چشمی یعقوبؑ پارہ سنگ اسود کا

غم جانسوز حضرت سے فرشتوں کے ہیں دل پانی　　قلم کی سینہ چاکی کچھ نہیں ہے جائے حیرانی
زہے فیض ثواب ماتم محبوب یزدانی　　سر سر خامہ سے اس غم میں ہو گر مرثیہ خوانی
قلم کو ہے گماں بازوئے[1] اللہ کے ید کا

کھنچا سطح زمیں پر جب سے خط روضۂ انور　　شعاع مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
ثواب طوف حج پاتے ہیں قدسی گرد پھر پھر کر　　شب و روز آسماں ہوتے ہیں قرباں اسکے روضہ پر
کہ ہے نو دائروں میں ایک مرکز کاف گنبد کا

نہیں ہیچ قمر بقعہ ہے انوار موبد کا　　برابر رات دن فیضان ہے نور مجرد کا
عجب عالم کلس پر ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا　　بیاں ہو کس سے شان روضۂ پر نور احمدؐ کا
کہ جس پر یک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا

کروں صف بنایا وصف نعت اسکے مشہد کا　　فلک کہنا سبب ہوتا ہے کہ شان گنبد کا
نہیں کرسی نشیں قبہ جو سمجھوں عرش امجد کا　　لکھوں اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمدؐ کا
یہی مسند الیہ[2] اچھا سبب ہے رفع مسند کا

سپہر و مہر کا دعوی صداقت کو کہاں پہنچا　　تعلی ہی تعلی تھی جو وقت امتحاں پہنچا
نہ تا قندیل در نور چراغ آسماں پہنچا　　نہ گردوں کا غبار آتا غبار آسماں پہنچا

---

[1] ہمراہ مرثیہ خواں ہے پانسو ۱۲۱۱ [2] قاعدہ تسہیل سے کر دو جملہ اسمیہ مسند الیہ اچھا سے ۲

اثر پیدا ہوا آخر زحل کے طالع بد کا

تنزل ہے محال اُس کا نسبی جبلی فطرت ہے — یہ دعویٰ ہے بدیہی فلسفی کیوں گرم حجت ہے
توجہ جانب مرکز اگر شان طبیعت ہے — کرۂ آتش کا کیوں رہ گیا نیچے یہ حیرت ہے
کریں سجدے فلک کیوں شعلہ ہے قندیل گنبد کا

کبھی نکلے نہ نسر طائر اپنے آشیانے سے — تھکے بازو ہی مرغ سدرہ اس قدرت پر آنے سے
فلک کا اختر تقدیر چمکا سر جھکانے سے — مٹا جاتی کا آنسو بھل کر اسکے آستانے سے
ہوا ہے ذرہ التاج سعادت فرق فرقد کا

یہاں کی گرد ہے کحل الجواہر سکو پہنچے تو — نہ پائیں گے اگر قدسی تو در در خاک چھانیں گے
صفائی ہو چکی کیا حاصل اتنی خاک اڑانے سے — فلک اب کوکب سیار کی جھاڑو اٹھا رکھے
ملائک قصد ڈھونڈتے پھرتے ہیں سر خاک مرقد کا

زمیں پر جلوہ انور فلک سے ہے کہیں افضل — ہوا ہر روزن دیوار چشم جوہر اول
غبار در سے ہے آئینۂ خورشید کو صیقل — جبین عرش پر زیور ہے خاک آستاں صندل
ہر اک ذرہ ستارہ ہے کلاہ فرق فرقد کا

بلندی ہیں ہاں یہ روضہ رفعت نشاں پہنچا — جہاں آکر یہ شہپر خیال قدسیاں پہنچا
جبیں تا عرش سے آگے نہ سنگ آستاں پہنچا — زمیں تا آسماں پہنچی مکاں تا لامکاں پہنچا
کہاں تک اوج پہنچا اسکی خاک پاک مرقد کا

بلا گرداں ملک ہیں عالم ارواح کو غش ہے — زمیں پر چاندنی یا سایۂ قصر پر توشن ہے
فلک پیش ہے یا شمسہ ایوان دلکش ہے — عیاں ہے کہکشاں یا نقش محراب منقش ہے
فلک ہے یا کلس کہتا ہے چھوٹا سا گنبد کا

ترے روضہ کو مسجود زمین و آسماں کہئے — عبادت خانۂ عالم مطاع دو جہاں کہئے
پناہ و پشت بالا امن کون و مکاں کہئے — ملاذ جن و انساں مرجع قدوسیاں کہئے
کہیں ہے قبلۂ حاجت کہیں ہے کعبہ مقصد کا

طبق انوار کے زوار ابر دیں جو پاتے ہیں — پئے کسب سعادت سر پہ اپنے لیکر آتے ہیں
پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہیں — سلام حق کو لیکر دم بدم جبریل آتے ہیں
عجب مضموں کھپا اس بیت میں آورد و آمد کا

صفات اُس شہ بالا کے جو سننا پڑھکر بیاں کیجیے — بلند ایسے بندھیں مضموں زمیں کو آسماں کیجیے
قلم کو فاختہ کے مثل سرگرم فغاں کیجیے — ہے جی میں اس میں کو نخلۂ سرو رواں کیجیے
قیامت ایک بیڑا ملا ہے قافیہ قد کا

قیامت میں ہے کیا دھڑکا سوا دو دفتر بد کا — نظر میں نور ہے تیری بیاض صفحۂ خد کا
دماغ اب عرش پر پہنچ کر نہ پہنچے خاک مشہد کا — تصور میں ترے جنت ہے گوشہ اپنے مرقد کا
کہ نقشا میری چشم تر کا ہے طوبیٰ ترے قد کا

کہیں شمس و قمر سے بڑھکے جلوہ ہے ترے خد کا — ترے پرتو سے چمکا اختر تقدیر ہر بد کا
دو عالم میں ہے پھیلا نور تیری ذات ارشد کا — محمد مصطفیٰ پتلا ہے تو نور مجرد کا
ہوا خورشید اقلیم قدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافہ مشکیں ختن میں ناف آہو کو — گلستاں سے کہو رکھ چھوڑے اپنے سرو دلجو کو
نہ پہونچے زلف پہنچے اس کی رنگت عنبریں مو کو — سواد جنت تشبیہ کہئے تیرے گیسو کو
بہار گلشن تنزیہہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھیں ہوں تجھ سے دو عالم سے کنارہ ہو — دوئی سے وہ روزہ زلیخا میں کی ہو ہمرا تماشا ہو

مزا دونا ہو سرو خلد کے پہلو میں طوبیٰ ہو ملیں گر ایک جلوے میں مجھے لطف دوبالا ہو
کروں میں دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھوں کیا مدحت خط لب جاں بخش حضرت میں کہ ہے وہ حسن مطلع صفحۂ مہر قیامت میں
بلند اک بیت ابرو فرد کلیات فطرت[1] میں بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت میں
نکیلا مطلع ایجاد میں مصرع ترے قد کا

رسالت سے تری منظور سب کو ہدایت ہو مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو
نہ ہے حکمت کہ آئے راہ پر برگشتہ تھے جو جو بنایا رہنما جب عالم ایجاد کا تجھ کو
ہوا خضر سر راہ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیوں تنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو بنایا نور یکتائی سے سرتاپائے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو
جو روشن بزم وحدت میں ہوا اکتا ترے قد کا

بیان شان بسم اللہ ہے ابرو کی آیت میں خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت میں
تری باتیں شریعت ہیں ترا جلوہ طریقت میں کلام ناطق آیات قرآن حقیقت میں
سراپا معنی تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہیں ہے تجھ سے باہر ایک بھی قدرت کی نیرنگی تجلی دو جہاں کی تو نے اپنی ذات میں دیکھی
ازل سے ہے تری تقدیر اے محبوب حق چمکی خدا نے زیب و زینت کی جو بزم آفرینش کی
لگایا اس میں قد[2] آدم آئینہ ترے قد کا

لہ فطرت تام شاعری بود لہذا لطف دوبالا یافتہ ۱۲

ٹہ قدر در زبان عربی گاہے بمعنی تحقیق و گاہے بمعنی تقابل مے آید ۱۲

بہت پُر زور تھا ہر چند خامۂ دستِ قدرت کا — نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت میں کھینچا خاکہ — مٹا ڈالیں بنا کر صورتیں آدم سے تا عیسیٰ
تب آیا راست نقشہ کلکِ قدرت سے ترے قد کا

اوڑا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسن — ٹھہر سکتے نہیں آگے مرے اربابِ فن محسن
بھلا دیتا ہوں میں دم بھر میں سارا بانکپن محسن — مقابل مجھ سے ہو کیا مردِ میدانِ سخن محسن
کہ جوہر ہے مری تیغِ زباں میں وصفِ احمد کا

امیر[1] اس کا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے — جھکائے وہ سرِ تسلیم پہلے پاؤں پر میرے
عجب کیا ٹھاٹھ سے تعلیم پائی اشک[2] سے میں نے — فضائے تنگ میدانِ قلم میں نقطہ و خط سے
پٹے استاد نے مجھ کو سکھایا ہے پھری گدکا

نہ مدحِ غیر سے مطلب نہ ذم سے اس قلمرو میں — قلم جاری ہے احمد کے کرم سے اس قلمرو میں
حسد کیسے کہاں جائیگا ہم سے اس قلمرو میں — سزا حاسد کو ہے دارِ قلم سے اس قلمرو میں
کہ یہ دارالحکومت ہے مظفر کا مؤید کا

زبانِ تیز کے جوہر زباں داں ہو تو پہچانے — ولایت میں صفیں کیں صاف اس تیغِ مصفا نے
گیے کٹ کٹ کے دستِ فکر سے ترکی کے دستانے — کیا شیراز کو پامال اردوئے معلا نے
گیا مان اصفہاں لوہا مری تیغِ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہوں نعت میں اعجاز ہے روشن — سوادِ ہر قلم ہے دودِ شمعِ طور کا مخزن
قلمداں جیبِ کوہِ طور و بستہ طور کا دامن — عصائے موسوی خامہ ہے رق ہے وادیٔ ایمن

---

[1] امیر تخلص جناب منشی امیر احمد صاحب ابن مولوی کریم احمد صاحب از اولاد حضرت شاہ مینا صاحب لکھنوی قدس سرہٗ ۱۲
[2] مولوی ہادی علی صاحب اشک ۱۲

ید بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا

دبیر آسماں سے ہے کہیں میرا بلند اختر　　ہر اک صفحہ مرے دیوان میں رشک مہ انور
چمک ہر معنیٔ روشن کی طرہ پر تجلی پر　　پڑا ہے طور کی چوٹی میں مو باف زری بنکر
لکھا جو شعر وصف روئے تابان محمدؐ کا

ہٹے ہیں منتظم ہر چار ارکان سخن مجھ سے　　منور ہے چراغ طاق ایوان سخن مجھ سے
جہاں میں ہے فروغ نور ایمان سخن مجھ سے　　زمین شعر پر نازل ہے قرآن سخن مجھ سے
کتاب آسمان اک نسخہ ہے لوح زبرجد[1] کا

فلک کب ہمعنان توسن طبع رواں پہنچا　　فرشتوں کے جہاں پر جلتے ہیں اکثر وہاں پہنچا
بکھیرے اپنے تارے تا فضائے لامکاں پہنچا　　سخن میرے قلم کی بے سواری کے کہاں پہنچا
کہ کالے کوسوں سبز رنگ ہے یہاں چرخ زبرجد کا

مضامین مختلف ہوں فکر عالی کا اشارا ہے　　کہ تخصیص قوافی سے مناسب اب کنارا ہے
طبیعت بارھویں پر آئی ہے دل نے جوش مارا ہے　　مری طبع رواں کا پھر اسی گھاٹ اب اوتارا ہے
تماشا دیکھئے بحر سخن کی جزر کا مد کا

دو عالم کون و مکاں دونوں میں ہے جلوہ نور بیحد کا　　وہ اک غنچہ یہ اک گل ہے مرے گلزار مقصد کا
کہیں ہے ساق اطلاق مطلق کا کہیں مظہر مقید کا　　احد کا غیب میں مورد شہادت میں احمد کا
ہے مشہود ایک ہی دو شاہد ہیں ہاں ہے اشہد[2] کا

ہوا جب قصد میرا نعت میں موزوں قصیدہ ہو　　لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو

---

[1] لوح زبرجد عبارت از توریت کہ قرآن شریف منسوخ کردہ ۱۲
[2] اشہد اشارہ از کلمۂ شہادت ۱۲

نہیں آتا ہے مجھ پر حرف گر انصاف سے دیکھو　　بہ مجبوری لکھا الیہ کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمد کا

ہوا تیرا ظہور آخر میں عالم کو نہ حیرت ہو　　یہ مضمون صاف روشن ہے اگر چشم بصیرت ہو
مؤخر انبیا سے کیوں نہ خلق جسم حضرت ہو　　یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر میں جو غور سے دیکھے　　کہ اس منصب پہ پھر اور انبیا محروم رہ جاتے
نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے　　کہ دست صنع کو فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی گرم پروازی　　لگائی تجھ سے لو اے گرمی بازار طنازی
ہوئے انگارے غنچے پھول شعلوں کو سرفرازی　　ترے رشتے سے مثل شمع کے آتش سے گلبازی
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہوں دفتر آئیں کاتب اعمال چکر میں　　بدیں نیکی ہی کی رہ جائیں باقی سلسلے دفتر میں
بدی کی جو رقم ہو جا پڑے مہنائی کے گھر میں　　محاسب ہو تمنا تیری گر دیوان محشر میں
صحیح آئے نہ میزاں میں سیاہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لا علم ہیں سب تیری فطرت سے　　ملک جن و بشر کوئی نہیں واقف حقیقت سے
مقدم ایک کی خلقت نہیں تیری خلقت سے　　کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے
ہوا لفظ محمد سے اشتقاق اول ترے خد کا

مناسب ہے تری مژگاں کی چلمن بیت ابرواں کو　　مزین ہے ترے خط کا کتابہ عرش یزداں کو
ترے عارض کا شمسہ چاہئے ایوان ایماں کو　　ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاق عرفاں کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجھ کو آسماں جاہی — مری نظروں میں ہے اک گردِ چترِ شہنشاہی
ہوئی تیرے مراتب کی کماہی کس کو آگاہی — تجلّی کا ترے ماہی مراتب ماہ سے تا ماہی
ثریٰ سے ثور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گذرے کیوں ترے اعدا کی ذلت اور خواری میں — محب کیونکر نہ پائیں حظ تری خدمت گذاری میں
غم و شادی ہیں دونوں محو تیری پاسداری میں — الم معروف تیرے دشمنوں کی غمگساری میں
خوشی کو کام ہے تیرے محبوں کی خوشامد کا

طبیعت کے سخنداں کو منظور آزمائش ہے — وگرنہ تیری مداحی سے لب تیری نمائش ہے
بہت دشوار بابِ نعت مدحت کی گشایش ہے — ستایش کیلئے تو واسطے تیرے ستایش ہے
کہ ہے مذکور قرآں میں ترے اوصاف بیحد کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوئے نازل ہر اک میں ذکر تیرا ہے
جو ہو تیری ثنا ہر بند ہم میں سے وہ سچا ہے — سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوہ ہے
یہ سچ ہے وہ لئے پھرتے ہیں حصّہ تا قفل ابجد کا

تری خدمت میں کیا حاجت سوا یہ عرض ہے اتنی — روا ہوں حاجتیں تیرے ہی در سے دین و دنیا کی
تمنا ہے در دیگر کی ہو نہ آلودہ زباں میری — یہ خواہش ہے کروں میں عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اٹھے بوجھ مجھ سے اہل دنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوز دروں داغ عشق فتنہ ساماں سے — تماشا ہے کہ چمکے بخت نور مہر عرفاں سے
شرر نکلیں اٹھیں شعلے ہوائے برق لمعاں سے — چمک ہے درد کی دل میں خیال روی تاباں سے
ستارہ اوج پر ہو جسکے تم برج مشید کا

پھنسا لے دام گیسوئے مسلسل میں مجھے ایسا　　یہاں جب تک ہے آب و دانہ تجھ پر پھڑکے دم میرا
رہوں میں رشتہ بر پا جب قفس چھوڑوں عناصر کا　　کمندِ دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگہ طائر روح مقید کا

بنا دے مجھ کو ایسا مست اپنی چشم شہلا سے　　کہ ہو مے سے تنفر روح بھاگے جام و مینا سے
دلِ وحشی کرے رم دونوں عالم کی تمنا سے　　ہرن ہو نشہ میرا نشاتین دین و دنیا سے
رہوں خائف تصور کر کے بیں دو دال سے[1] دو کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر　　زہے ہو مطلا ہو مرے اعمال کا دفتر
محک میں امتحاں کی پیشگاہ حضرت داور　　برنگ زر چڑھے سونا مرا میزان محشر پر
اُٹھوں میں قبر سے مخمور تیری چشم اسود کا

کرے بیتابیاں میرے لئے ہر موج کوثر میں　　جگہ مجھ کو ملے رشتہ کی صورت قصر گوہر میں
رقم ہو نام میرا دفتر خاصان داور میں　　فرشتے دیکھ کر مجھ کو کہیں دیوان محشر میں
جگہ خالی کرو مداح آتا ہے محمد کا

لکھا ہے اس قصیدے کو جو میں نے وصف حضرت میں　　عوض ہر بیت کے پاؤں سکونت قصر جنت میں
کئے ہیں لیک اکثر شعر موزوں وصف قامت میں　　تلے اس نظم کا ہر حرف میزان قیامت میں
بطرز تازہ ہو وزن اپنے اشعار مجوّد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اس کا عنایت ہو　　اٹھاتا ہوں دعا کو ہاتھ وا باب اجابت ہو
بغل میں یہ قصیدہ سر پہ اکلیل سعادت ہو　　ترے دربار میں ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیش مخلد کا

---

[1] یعنی دو دوال اشارہ از دین و دنیا ۱۲

نہ تجھکو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھوں — ظہور شان وحدت کا میں تجھکو وسطا سمجھوں
حق آئینہ ہو دل پر صاف اعلیٰ مدعا سمجھوں — ترے عارض کو میں آئینہ نور خدا سمجھوں
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

قمر سمجھوں رخ تاباں کو یا مہر سما سمجھوں — کلف اسمیں جلن اسمیں ہے میں سمجھوں تو کیا سمجھوں
یہ تشبیہیں ہیں بر عکس ایک مظہر حق نما سمجھوں — ترے عارض کو میں آئینہ نور خدا سمجھوں
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

دم تحریر تیرے ذوق سے بڑھ جائے تر دستی — قلم سے نکلیں آنسو ہو یہ جوش خندہ شادی
شمول اشک شیریں سے دوات اس درجہ ہو چھلکی — الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

کبھی تو کام آوے روشنائی میرے نامے کی — کوئی تو رنگ لاوے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی — الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من و پر غفلتی و بے خردی — دشمن نفس در کمین بدی
تو مرا زور و حجت و سندی — تو مرا تاب و قوت و مددی
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

خانہ بگذاشتم بر سوائے — نہ عصا دارم و نہ بینائے

شور فیقم بدشت پیمائے — انت یا سیدی و مولائے
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

نہ زدنیا متنعم نہ ز دیں — دشمن جانم آسمان و زمیں
دوستاں خشمناک وچیں بجبیں — دشمناں بہر کشتنم بہ کمیں
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من — خویش بیگانہ دوست دشمن من
خانہ زندان و راہ رہزن من — ماندنم مشکل ست و رفتن من
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

منہم و رہ زن و رہ مخطور — دل بیمار خاطر رنجور
عالم بے کسی و منزل دور — شب دیجور و چشم من بے نور
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

بسکہ بودم حریص فسق و فجور — گشتہ ناخوش ز من خدای غفور
ہست اکنوں شفاعت تو ضرور — آمدم بر در تو از رہ دور
یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

کار من ابتر ست هر نفسے   دل پر از درد و سر پر از هوسے
بیکسم در جهان نیست کسے   همدمے یا انیس دردرسے
یا حبیب الاله خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من   هست هر روز من قیامت من
شو شفیع و مکن ملامت من   نیست جز بر درت ملامت من
یا حبیب الاله خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

سوئے ملک حجاز م آهنگ ست   نام هندوستان مرا ننگ ست
آستانت هزار فرسنگ ست   دیده ام کور و پاے من لنگ ست
یا حبیب الاله خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان   چار سوئے سواد هندوستان
زور ظلم ست قوت شیطان   خوف جان ست و خطرهٔ ایمان
یا حبیب الاله خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

تشنهٔ خون من جفا کاری   دشمنم ظالم ستمگاری
من و در حال خود گرفتاری   نه مرا مونسی نه غمخواری
یا حبیب الاله خذ بیدی

ما بعجزے سواک مستندی

گشته‌ایم ته نشین چو دیدهٔ تر — گشته ملاح و ناخدا مضطر
بحر پر جوش و جوش پر ز خطر — سر ز سامان گذشت و آب از سر
یا حبیب الاله خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از بر من — آب چشمم گذشت از سر من
راه گم کرده خضر ره بر من — نه کسے یار من نه یاور من
یا حبیب الاله خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

زخم از دل گذشت و دل ز قرار — خار از پا و پا هم از رفتار
رفت هوش از سر و سر از دستار — کار از دست و دست من از کار
یا حبیب الاله خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کشتی من شکست و لنگر او — غرق شد ناخدائے رهبر او
بحر و به هر لحظه جوش دیگر او — من و بے دست و پا شناور او
یا حبیب الاله خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کاروان رفت من پریشانم — دیده پر نقش و پائے پایانم
ذره دشت و گرد میدانم — راه گم کرده در بیابانم

یا حبیب الالٰه خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

ظلمت دهر چوں صف مژگاں　　نور چوں چشم سرمگیں بمیاں
لمن الملک کفر را بزباں　　ایں مناجات بر لب ایماں

یا حبیب الالٰه خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

روحم از تن جدا و تن ز تواں　　سینه بر یاس و یاس بے پایاں
جان من بر لب است و لب بفغاں　　دل گرفتار درد و درد بے درماں

یا حبیب الالٰه خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

ناکساں بے سبب مرا دشمن　　همه خود آشنا خدا[۱] دشمن
دوستاں سنگدل وفا دشمن　　جمله محسن[۲] کش آشنا دشمن

یا حبیب الالٰه خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

---

۱ اضافت مقلوب یعنی دشمن خدا۔
۲ تخلص حضرت استادی مولوی محمد محسن کاکوری۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعیات نعتیہ از مصنف قصیدہ

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل وا کر — ہر غنچہ کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہوں یا نیک تیری اُمت میں ہوں — محشر برپا ہے تو مجھے برپا کر

یارب آہِ رسا مدینے پہونچے — ہر نالۂ دل میرا مدینے پہونچے
چہرے کا رنگ جو ناتوانی سے اُڑے — گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

مگذار خیال مشکلے در سرِ من — بکشا بند گرہ زبان و پرِ من
دارم گرہے و مشکل اینست کہ نیست — جز نقد گرہ در گرہِ گوہرِ من

اک شان خدا ہے سیدِ عالی جاہ — مالکِ قدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دل پہ کھلی حقیقت اُسکی محسنؔ — بے ساختہ بول اُٹھا کہ اللہ اللہ

سرسبز کن اے سیدِ ابرار مرا — دہ رونق نخلِ گُل گلزار مرا
چوں دانہ ہزار بار بر روئے زمیں — گر چرخ بیفگند تو بردار مرا

یارب بطفیل حسن آں شاہِ زمن — بگردان ہر زیان من سودِ من
بہ سوزی چو شمع رخسار بسوز — در ہمے شکنی چو زلفِ مشکیں بشکن

عقدے مشکل کے مرے مولا وا کر — ثابت قدم منزل استغنا کر
درماندہ ہوں خستہ حال ہوں بیکس ہوں — سر پر مرے ہاتھ رکھ مجھے برپا کر

اں پیشتر بیا اہن سنجاک آہیرم — جاں چوں گہر تن بہ پا بست ریزم

در صفحۂ دیدہ وہ قلم سے اے محبوب   بنشیں چوں نام وچوں نگیں بر خیزم

رنگیں تری بزم اے شہ خوشخو ہے   باقی تو وہ اسی سی عیاں ہر سو ہے
تشبیہ کا پاتا ہوں مرقع سنسان   تنزیہ کو دیکھا تو مقام ہو ہے

معراج کو جس وقت چلے خیر بشر   پہنچا یہ پیام ذوالجلال اکبر
جلد آ اے نور دیدۂ عالم قدس   اک چشم زدن میں ساتوں پردے طے کر

کہ جب نبیؐ کی مرے سینے میں رہے   ان کا ہی خیال مرتے جیتے میں رہے
جب بند ہوا آواز ہرا دم ٹوٹے   آہنگ حجاز ہو مدینے میں رہے

ایمان کا غروب ہونے پہ جب ماہ آیا   تب دہر میں وہ سید ذی جاہ آیا
جلدی تھی الٹی کچھ اس عالم تک   سایہ بھی حضورؐ کے نہ ہمراہ آیا

رہ جاؤ گے ناتمام زندگی سے دھو کر   سمجھائیں گے اقربا تمہارے رو رو
محسن کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھر بار   جنت کو چلے جاؤ مدینے ہو کر

گر نکتہ نوازی کا ترے دھیان آئے   بخشش کا معما نظر آسان آئے
مداح کے یا رب عدد احمدؐ ہوں   جب روز حساب وقت میزان آئے